ابوجعفر نصیرالدین طوسی

محمد جواد مغنیہ
ترجمہ: ضیا

ابوجعفر طوسی کا اصل نام محمد بن محمد الحسن الجہرودی تھا۔ جہرود ایران کے علاقہ شہر تھا۔ لیکن موصوف مشہور ابوجعفر طوسی کے نام سے ہوئے۔ کیونکہ وہ ایران کے عا میں واقع طوس شہر میں پیدا ہوئے اور وہیں ان کی نشو و نما ہوئی۔ طوس میں عباسیوں خلیفہ ہارون الرشید کی قبر ہے۔ ابوجعفر طوسی کا سن پیدائش ۱۱ رجمادی الاولیٰ ۹ آپ کا لقب خواجہ نصیرالدین تھا۔

ابوجعفر نے لغت و ادب اور فقہ و حدیث اپنے والد سے، حکمت و فلسفہ اپنے اور ریاضیات کمال الدین یوسف الموصلی اور معین الدین المصری سے پڑھی۔ اس کے گئے اور وہاں سراج الدین القمری، قطب الدین سرخسی اور بعض دوسرے علماء کی مج وتدریس میں بیٹھے۔ اور فریدالدین داماد اور بہت سے دوسرے علماء و فضلاء سے ملے ہی میں ان کی ذہانت اور تفوق کے آثار ظاہر ہوئے۔ اور ان کی شہرت دور دور پھیل

فوات الوفیات کے مصنف محمد بن شاکر بن احمد الکتبی المتوفی ۷۶۴ھ لکھتے ہیں طوسی پہلوں کے علوم بالخصوص علم رصد و مجسطی میں فائق تھے اور وہ ان میں بڑے بڑوں سے

گئے ۔ موصوف خوش شکل، بڑے فیاض، بردبار اور صاحب اخلاق حسنہ تھے۔ علوم سائنس کا مشہور مورخ سارٹن لکھتا ہے کہ 'طوسیؔ عظیم ترین علمائے اسلام اور ان کے سب سے بڑے ریاضی دانوں میں سے تھے ۔ مُستشرق 'بروکلمان' لکھتا ہے کہ وہ ساتویں صدی ہجری کے سب سے مشہور عالم ہیں اور ان کی کتابیں سب سے زیادہ مشہور ہیں ۔ خواجہ نصیرالدین طوسی کے نامور ترین شاگرد علامہ حلی یوسف بن علی المطہر فقہ اور علم کلام کی مشہور کتابوں کے مصنّف' اور قطب الدین محمود شیرازی 'شرف الاشراف' اور 'الکلیات' کتابوں کے مصنّف تھے ۔

خواجہ نصیرالدین طوسی کی زندگی میں تاتاریوں نے چنگیز خان کی زیر قیادت خراسان پر حملہ کیا ۔ جہاں کا فرماں روا اس وقت سلطان محمد خوارزم شاہ تھا۔ سلطان کو تاتاریوں کے مقابلے میں شکست ہوئی ۔ اور خراسان میں انتشار و خلفشار پھیل گیا، لوگ اپنی جانیں بچانے کے لئے ادھر ادھر بھاگ گئے ۔ اور خواجہ طوسی کو بھی اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور وہ روپوش ہو گئے ۔

تاتاریوں کے پہلے حملے کے سامنے اسماعیلیوں کے قلعوں میں 'قلعۂ الموت' اور 'قہستان' کے سوا اور کوئی نہ ٹھہر سکا ۔ اور ان دونوں قلعوں کے علاوہ خراسان کے باقی سب شہروں نے چنگیز خان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ۔ ان قلعوں کا حاکم فرقۂ اسماعیلیہ کا زعیم علاؤالدین محمد تھا ۔ اور اس کی طرف سے 'قہستان' کا والی المحتشم ناصرالدین تھا ۔ جب آخرالذکر کو خواجہ نصیرالدین طوسی کا حال معلوم ہوا اور اسے پتہ چلا کہ موصوف جان بچانے کے لئے اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہیں تو ان کے پیچھے اپنے آدمی بھیجے اور انہیں 'قہستان' آنے کی دعوت دی ۔ خواجہ طوسی کی اس دعوت سے جان میں جان آئی اور انہوں نے بڑی خوشی سے اسے منظور کیا ۔ المحتشم ناصرالدین نے خواجہ طوسی کی بڑی آؤ بھگت کی اور ان کے بلند مقام کو پہچانا ۔ قہستان کے زمانۂ قیام میں خواجہ نصیر الدین طوسی نے ابو علی مسکویہ الرازی کی کتاب 'الطہارۃ' کا فارسی میں ترجمہ کیا ۔ اور اس کا نام اپنے میزبان قہستان کے والی ناصرالدین کے نام پر 'اخلاق ناصری' رکھا ۔ نیز 'المعینیۃ' کے نام سے علم الھیئۃ پر ایک رسالہ لکھا۔ اور اسے معین الدین بن ناصرالدین کی طرف منسوب کیا ۔ اسی طرح اس زمانے میں انہوں نے اور بھی کتابیں لکھیں ۔

لیکن قہستان میں خواجہ طوسی کی زندگی ویسی نہ گزری ۔ جیسے وہ چاہتے تھے ۔ کیونکہ المحتشم

ناصرالدین کے بعض حاشیہ نشینوں نے خواجہ طوسی کے خلاف اسے بھڑکا دیا اور اُن پر حسد کرتے ہوئے اُن کے خلاف اس سے چغلیاں کیں اور حاکموں کے جو مقرب ہوتے ہیں وہ جب کسی کو اپنے سے بہتر اور افضل دیکھتے ہیں تو وہ یہی کیا کرتے ہیں۔ قہستان کے والی المحتشم نے خواجہ طوسی کو قید کر دیا اور اپنے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں انھیں قید کر دیا۔ اس قید کے زمانہ میں انہوں نے اپنی ریاضی کی اکثر تالیفات مکمل کیں، جنہوں نے طوسی کو بقائے دوام بخشا اور انہیں مشہور ترین عالم بنایا۔ وہ اس وقت تک المحتشم کی قید میں رہے جب ہلاکو کی زیر قیادت تاتاریوں کا دوسرا حملہ ہوا اور ان کے سامنے اسماعیلیوں کے قلعوں سمیت ایران کے سب شہروں نے ہتھیار ڈال دیئے اور خواجہ نصیر الدین طوسی ہلاکو کے قبضہ میں آ گئے۔

طوسی کو ہلاکو کا تقرب حاصل ہو گیا اور وہ ان کے مشورہ پر چلنے لگ گیا۔ اُس نے انہیں اپنا وزیر بنا لیا اور اپنی مملکت کے سارے اوقاف کا انتظام ان کو دیا۔ یہاں نصیر الدین طوسی کی لیاقت، ان کے اخلاص اور علم سے ان کی محبت کا عملی اظہار ہوتا ہے۔ ان کو ہلاکو کے ہاں جو اثر ورسوخ حاصل تھا اُسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے علمی ورثہ کو بچا کر علماء کی عزت و احترام کرکے مدارس اور رصدگاہیں بنا کر، مصیبت زدوں کی مدد اور انکی ضرورتیں پوری کرکے اور مظلوموں کی دادرسی کرکے اور ان کے حقوق انہیں واپس دلا کر انسانیت کی بڑی خدمت کی۔ وہ اس اعلیٰ مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مختلف طریقے اور ذرائع استعمال کرتے تھے۔

اس ضمن میں "فوات الوفیات" کے مصنف محمد بن شاکر بن احمد نے یہ حکایت بیان کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ہلاکو اپنے صاحب دیوان (دفتر کے افسر اعلیٰ) علاؤ الدین جونی پر سخت ناراض ہو گیا اور اُس کے قتل کا اس نے حکم دیدیا۔ اور ہلاکو جب کوئی حکم دیتا تھا، تو پھر اسے رد کرنا ناممکن ہو جاتا تھا۔ جب خواجہ نصیر الدین طوسی کو اس کا علم ہوا تو وہ ہلاکو کے پاس ایسے وقت میں پہنچے کہ اس وقت کوئی اس کے پاس نہیں جا سکتا تھا طوسی ہلاکو کو دیکھتے ہی سجدہ میں پڑ گئے اور دیر تک سجدہ میں رہے۔ ہلاکو خاں نے انہیں

مخاطب کرتے ہوئے بولا کہ کیا بات ہے۔ انھوں نے کہا کہ خان (ہلاکو خاں، چنگیز خان اور دوسرے خان سے ملقب تھے) کا طالع بتاتا ہے کہ اس پر ایک بہت بڑی مصیبت آنیوالی ہے۔ میں نے ردّ بلا کے لئے اللہ تعالیٰ سے وہ دعائیں کی ہیں جو میں جانتا تھا۔ اب خان یہ کرے کہ اس وقت اپنی سلطنت کے تمام حصوں میں یہ حکم بھیجے کہ تمام قیدی رہا کر دیئے جائیں اور ان کے گناہ معاف ہوں۔ اس طرح امید ہے اللہ تعالیٰ خان کے سر سے وہ آنے والی سخت مصیبت دور کر دے۔ ہلاکو نے طوسی کی بات پر عمل کیا اور یوں علاؤ الدین جوینی کی جان بچ گئی، اگرچہ طوسی نے اس کا نام نہ لیا تھا اور دوسروں کے ساتھ ساتھ وہ بھی عفو عام میں شامل ہو گیا۔ فوات الوفیات کے مصنف لکھتے ہیں "اپنے مقصد تک پہنچنے اور لوگوں سے مصیبت دور کرنے کے لئے یہ ایک بڑا حیلہ تھا"

"روضات الجنۃ" کے مصنف نے الکشکول کے مصنف سے روایت کی ہے کہ خواجہ نصیر الدین طوسی ۶۵۵ھ میں ہلاکو کے ساتھ بغداد آئے تھے اور اُن کے ساتھ اُن کے شاگردوں اور ساتھیوں کی ایک تعداد تھی۔ بغداد سے حلہ گئے اور وہاں مشہور محقق عالم جعفر بن سعید الحلی سے ان کی بحثیں ہوئیں اور یہ بزرگ فرقہ شیعہ کے اُس دور میں سربراہ اور مرجع تھے۔

جب ہلاکو خاں نے خواجہ نصیر الدین طوسی کے سپرد اوقاف کئے تو انہوں نے انہیں نظم وضبط میں لانے، ان کی حفاظت کرنے اور انہیں ترقی دینے کی کوشش کی۔ طوسی نے ہر شہر میں اپنے نائب مقرر کئے جو اوقاف کی آمدنی جمع کرتے اور اُسے اُن تک پہنچاتے تھے اور وہ اس آمدنی کو علماء، اصحاب فلسفہ وحکمت اور علمی اداروں کے قیام پر صرف کرتے تھے، چنانچہ خواجہ طوسی نے ایک ایسا کتب خانہ قائم کیا جس میں چار لاکھ سے زیادہ کتابیں تھیں۔ اور اُس زمانہ میں وہ دنیا میں اپنی قسم کا پہلا کتب خانہ تھا۔

خواجہ طوسی نے ایک جمعیت کی تشکیل کی جن میں اصحاب علم وفضل کے ساتھ ساتھ طالبان علم بھی تھے۔ انھوں نے ہر فلسفی کے لئے تین درہم، ہر طبیب کے لئے دو درہم، ہر فقیہ کے لئے ایک درہم اور ہر محدّث کے لئے نصف درہم روزانہ وظیفہ مقرر کیا۔ اس کا

نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ فقہ و حدیث کے بجائے فلسفہ و طب کے مطالعہ کی طرف زیادہ تو کرنے لگے حالانکہ دوسری جگہوں میں فلسفہ چوری چھپے اور خفیہ پڑھایا جاتا تھا۔

خواجہ نصیرالدین طوسی نے ہلاکو خاں کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ ایک عظیم الشا قائم کرے جس سے کہ اُسے شہرت دوام حاصل ہو، چنانچہ ہلاکو نے اس رصدگا کی ذمہ داری طوسی ہی کے سپرد کردی۔ اور اس کے لئے جس قدر رقم کی ضرورت تھی تصرف میں دیدی۔ انہوں نے اس رصدگاہ کو بنانے کے لئے ہر طرف سے مشہ اور ارباب فکر و عقل کو جمع کیا، جن میں بعض یہ تھے:۔ دمشق کے المؤید العرفی کے الفخر المراغی، تفلیس کے الفخر الخلاطی، حلب کے محی الدین المغزلی اور ا دمران القزوینی وغیرہم۔

اس رصدگاہ میں کثیر التعداد آلات تھے اور بعض ان میں سے ایسے تھے کہ تک ان سے واقف نہ تھے۔ شمس الدین الحریری حسن بن احمد الحکیم سے نقل کر کہ انہوں نے کہا:۔

"میں مراغہ گیا اور وہاں کی رصدگاہ دیکھی جس کے منتظم خواجہ نصیرالدین طوسی ہیں۔ یہ نوجوان علم نجوم اور فارسی شاعری میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ میں نے رصدگا میں بہت سی عجیب چیزیں دیکھیں، ان میں سے ایک ذات الحلق ہے اور بیتل کے پانچ دائرے ہیں۔ ایک دائرہ نصف النہار کا ہے جو زمین پر مرکوز ہے، ایک دائرہ معدل النہار کا ہے، ایک منطقہ بروج کا، ایک دائرہ عرض ا ایک دائرۃ المیل۔ اور میں نے دائرہ شمسیہ دیکھا جس سے کواکب کی سمت معلوم کی جاتی ہے"

اس سے پہلے کواکب کی پیمائش تیس برس سے کم عرصہ میں نہیں ہوتی تھی کہ مدت میں سات کواکب اپنا دورہ پورا کرتے تھے۔ ہلاکو نے خواجہ نصیرالدین طوسی۔ کہ یہ کام بارہ سال میں ہونا چاہیئے۔ خواجہ نے جواب دیا کہ میں اس کی کوشش کرتا مستشرق اوندلس نے لکھا ہے کہ یہ کام بارہ سال میں ہوگیا۔ خواجہ طوسی نے پہلے زا

کے حساب میں شروع سال کا جو سورج کا مقام معین کیا گیا تھا اُس میں چالیس دقیقوں کی غلطی نکالی۔

خواجہ نصیرالدین طوسی نے مراغہ کی اس رصدگاہ کو اہل علم و حکمت کی ایک کثیر تعداد کو جمع کرنے، اُن کی حمایت کرنے اور کتابوں کو تباہ ہونے سے بچانے کا ذریعہ بنایا۔ اور اس طرح وہ اہل علم و حکمت کی ایک بڑی تعداد کو بچانے اور بہت سی کتابوں کو محفوظ کرنے میں کامیاب ہوئے۔

"اعیان الشیعہ" کے مصنف لکھتے ہیں کہ خواجہ نصیرالدین طوسی نے ایک سو چوراسی[۱۸۴] کے قریب کتابیں لکھیں۔ اس کے بعد مصنف مذکور نے ان میں سے تراسی کتابوں کے نام گنائے ہیں۔ "فوات الوفیات" کے مصنف نے پچاسی کتابوں کے نام گنے ہیں۔

جرجی زیدان نے اپنی کتاب "تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ" میں لکھا ہے :- خواجہ نصیرالدین طوسی کی فقہ، منطق، فلسفہ، ریاضیات، طبیعیات، نجوم، طب وسحر وغیرہ میں تصنیفات ہیں، جن میں چند اہم یہ ہیں :-

(۱) جواہر الفرائض فی الفقہ۔ اس کا ایک نسخہ برلن میں ہے۔ مصنف نے یہ کتاب مذہب امامیہ کی فقہ پر لکھی ہے۔

(۲) تجرید العقائد۔ اس کتاب کے نسخے برلن اور بسک میں ہیں۔ اس کی متعدد شرحیں اور مختصرات ہیں جن میں سے بعض چھپ چکے ہیں (یہ علم الکلام پر ہے۔ اس میں مصنف نے مذہب امامیہ کی تائید کی ہے۔ بہت سے علمائے اہل سنت و شیعہ نے اس کی شرحیں لکھی ہیں۔ یہ کتاب عرصہ دراز سے نجف اور قم کی درسگاہوں میں اس کی شرح مؤلفہ علامہ حلی کے ساتھ داخل نصاب ہے۔ یہ ایران اور لبنان کے شہر حیدا میں چھپی ہے۔)

(۳) قواعد العقائد۔ اس کا ایک نسخہ برلن میں ہے۔ اس کی ایک شرح رازی کی ہے۔ (یہ چھپ چکی ہے اور اُن کے شاگرد علامہ حلی کی شرح کے ساتھ عام ملتی ہے)

(۴) اثبات الجوہر المفارق۔ اس کا نسخہ برلن میں ہے۔

(۵) کتاب اوقلیدس۔ اس کے نسخے برلن اور منشن وغیرہ میں ہیں۔

(۶) المقالات الست - یہ کتاب ۱۸۲۴ء میں چھپی تھی۔

(۷) مختصر کرات ارخمیدس لثابت بن قرہ - اس کا نسخہ برلن میں ہے۔

(۸) انعکاس الشعاعات - اس کا نسخہ برلن میں ہے۔

(۹) تحریر المجسطی - اس کے نسخے برلن اور برٹش میوزم میں ہیں۔

(۱۰) التذکرۃ النصیریہ - یہ علم النجوم پر ہے - اس کی متعدد شرحیں ہیں - اس کے نـ
کے کتب خانوں اور استانبول میں ہیں۔

(۱۱) التحصیل فی النجوم - اس کا نسخہ آکسفورڈ میں ہے۔

(۱۲) البارع - اس کے نسخے برلن وغیرہ میں ہیں۔

اس کے بعد جرجی زیدان لکھتا ہے :- ان کتابوں کے علاوہ خواجہ نصیرالد
کی فارسی میں کتابیں ہیں، جن کا عربی اور ترکی میں ترجمہ ہوا - اور اُن کی بعض کتابوں کـ
لاطینی میں بھی ہوئے - یہ کتابیں تقویم اور جغرافیہ کے متعلق ہیں - ان میں سے بعض
میں لندن میں طبع ہوئیں اور بعض ۱۶۵۲ء میں لندن میں چھپیں - بروکلمان نے اپ
کی دوسری جلد ۵۰۸ - ۵۱۲ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

کتاب : لخالدون فی العرب کے مصنف لکھتے ہیں :- خواجہ طوسی کی علم الہ
جو کتابیں ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس علم میں بہت سی اہم چیز
اضافہ کیا ہے - وہ الاعتدالین کو ایجاد کرنے میں کامیاب ہوئے اور علم الا
بعض مشکل مسائل کے بارے میں انہوں نے نئی دلیلیں دیں - طوسی نے
کے متعلق ایک نیا نظام وضع کیا جو اُس نظام سے جو بطلیموس نے وضع کیہ
زیادہ مبسوط تھا۔

سارتن لکھتا ہے کہ خواجہ نصیرالدین طوسی کے اقوال نے اُن اصلاحات
زمین ہموار کی جو بعد میں کوپرنیکس نے کی - کارادی فو نے طوسی کی کتابوں کی بعض
کے ترجمے فرانسیسی میں کئے - اسی طرح تارنری و درابر نے خواجہ طوسی کے بار
کرۂ سماوی اور نظام کواکب کے بارہ میں انہوں نے جو بحثیں کی ہیں ان پر لکھا

خواجہ نصیر الدین طوسی کی کتاب "شکل القطاع" پہلی کتاب ہے جو علم الفلک سے المثلثات کو اجاگر نمایاں کر کے پیش کرتی ہے اور اسے ایک مستقل علم کی حیثیت دیتی ہے اجہ طوسی کی یہ کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے زاویہ قائمہ کی تلث کری کے لئے چھ حالات (حالات الست) استعمال کئے۔ جو بھی اس کتاب کا طالعہ کرے گا وہ یہ جانے گا کہ طوسی کے بعد اس کتاب کے نظریات اور دعاوی پر علم نے کسی اہم چیز کا اضافہ نہیں کیا۔ اہل یورپ نے اس کتاب کے لاطینی، انسیسی اور انگریزی زبانوں میں ترجمے کئے ہیں۔ یہ کتاب کئی صدیوں تک یورپ ے اہل علم کا مرجع رہی ہے جس سے وہ معلومات حاصل کرتے تھے۔ ریجیولونتانوس نے اپنی کتاب علم المثلثات کی تدوین میں طوسی کی اس کتاب پر اعتماد کیا ہے۔

(ترجمہ ماہنامہ العربی۔ کویت)

المسوّی من احادیث الموطا

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی یہ مشہور کتاب آج سے ۴۴ برس پہلے مکہ مکرمہ میں مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے زیر انتظام چھپی تھی۔ اس میں جا بجا مولانا مرحوم کے تشریحی حواشی ہیں۔ مولاناؒ نے حضرت شاہ صاحبؒ کے حالاتِ زندگی اور ان کی الموطا کی فارسی شرح پر مؤلف امام نے جو مبسوط مقدمہ لکھا اس کتاب کے شروع میں اس کا عربی ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔

ولایتی کپڑے کی نفیس جلد۔ کتاب کے ۲ حصے ہیں

قیمت:۔ بیس روپے